REGISTERED No. A 765

OUDH PUNCH

LUCKNOW 1928 WEEKLY

جلد سیزدہم ۱۹۲۸

जिल्द नं: १३

ہفتہ وار باتصویر ظریف

अवध पंच लखनऊ



क़ीमत पेशगी	
सालाना	५
छमाही	३
तिमाही	२

قیمت پیشگی	
سالانہ	۵
ششماہی	۳
سہ ماہی	۲

M. H. Naqi Artist

ممتاز المطابع پریس لکھنؤ کٹرہ یار شریفین باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین مالک و ایڈیٹر چھپ کر شائع ہوا

باوجود آں کہ اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ کا بالوں کی حفاظت اور دماغ کی

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی نصف سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے جس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں اور دوسرے پرچے میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو کچھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ بالخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور کیا دیکھانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ کچھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم [illegible] کوشش سے فائدہ اٹھائیں۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف تہذیب ہے۔

(۶) ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گم ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو تقاضے پر خیال رکھنا منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ دن تک نہیں اور زبردستی نہیں کیجاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ ذمہ داری مشتہر کے نام ہوتی ہے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی تنقیح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شائع نہ ہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں کیے جا سکتے۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۳ — نمبر ۲۳

مضامین غیر

۲۲ - جون ۱۹۲۸ء

غزل

امید قیس کو ہوگی کسی کے آنے کی
بنا جو نجد میں ڈالی ہے غم اٹھانے کی

تبھی پہ جھا رہے دل کی وہ کیا گھٹا سی تھی
شبیہ اسکی جو ملتی ہے آہ دو آنے کی

لگا دیا قدم اس بت نے کھیل ہی گیا
ہوا یک دانہ تسبیح رام دانے کی

بہت ستم جو طلب اسکی زلف کا سودا
کرے مفلسی ہوگئی محتاج دانے دانے کی

گلی کے لگاؤ ہی سے کسی ذکیروں میں ہوتی
جنازہ پہ ہی صورت ہو جب جلانے کی

مری تسلی کی غرض سے کہو یہ اس سے
شکست ہی تو مری کیوں نہ کسب جانے کی

کہا یہ اسنے جو شکایت ہیں نے کی فریاد
یہ بار بار کے غارت ہیں جلانے کی

خدا نے بھائی کے بچوں کو بیچے گی لیلیٰ
عبث ہے قیس کو حسن نہج کے گنانے کی

تمام ہوتی کیا جرم عشق نے ان پہ
یہ بے سبب نہیں نہ ہی جوا کے آنے کی

ہوائے دل کیا نہج سفر کا اے نقاش
پہ کہتے تم کو عادت ہے ناز اٹھانے کی

تقاش کرمانی

امید ہی شمیم تسلی کا ہے سبب
امید ہی کے ہاتھ ہماری حیات ہے

ترجمہ اور تجربہ دونا ہیے آگے بادل ودیدہ ہیں جو مستقبل کے متعلق ہمیشہ قیاسات کو گم مدم ہے عرصۂ وجود میں لاکر امید کے بیے عصا بیری بناتے رہتے ہیں اور امید صاحب یہ صحت عقیق دنیا کی بیم کا موجب تصور کی جاتی ہیں۔ ایسی حالت میں امید کی دستگیری کسی شخص کو جلد مایوسی کا منہ نہیں دیکھنے دیتی۔

امید کی جوہی سال سے سہاگن عجیبہ ذہن وقت ملم ہیں کوشش کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اپنی خواہر کو مرلعنی بی امید کی پیشدست بن کے اکثر ذہن کے بچے امید داران کو انکے پیش نہاد میں کامیاب ہی کرا دیتی ہے۔ اگر کسی مرحلے کے طے کرنے میں امید رہنمائی نہ کرے تو بے شبہ کوشش کا قدم سست پڑ جائے گا اور ضعیف البنیان بشر کو بطور نتیجہ یاس کی چٹان پر منہ کے بل گرا پڑیگا۔ ہر صورت امید کا جلوہ تسکین قلب کا باعث ثابت ہوا کوشش کی رفتار کو تیز کرتا جاتا ہے اور زندہ دل انسان کو آخری وقت تک نامراد نہیں ہونے دیتا۔ حصول سوراج کی امید خواہ موہوم ہی کیوں نہ ہو مگر قرینہ و تجربہ دونوں بائبہ ہمارے ہی شیدائیان [illegible] استقلال کے اسباب موانع کی رہ نمائی کے باوجود ہیں انکا امیدوار بنائے ہوئے ہے اور دونوں مہوش امید اور کوشش کی حوصلہ افزائی اکمال اہل ہند کے مافی الضمیر کی ترجمانی میں یہ مصرعہ ہمارے ورد زبان کرا رہی ہے کہ۔ ع

بیدل نیم ہنوز بہ بیتم چہ میشود

ابھی کچھ عرصہ قبل سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ لو اور تپش اپنی شدت کے سبب گوشہ گوشہ سے الامان والحفیظ کا شور بلند کرا رہی تھی۔ آخر کار مشیت پروردگار مخلوق کے درد آہ نے ابر باراں کی شکل اختیار کی اور رفتہ رفتہ نزول رحمت کا سلسلہ جاری ہو گیا چنانچہ موسم گرما کی تقریر دہشت ختم ہوئی اور برسات کے روح افزا مناظر نظر آنے لگے۔ دستور قدیم کے مطابق چند روز کے بعد وہ سردی پڑے گی کہ جسکے فرسٹی اثرات کو روئی اور دھنی بھی مشکل دور کر سکے گی۔ غرضکہ

چنان نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند

کا مضمون صادق آئیگا اور انقلابات دہر کا نقشہ نگاہوں کے سامنے پیش کرے گا۔ پس امید کا فریضہ ہے کہ کس طرح تکلیف کے بعد راحت اور رنج کے بعد مسرت کا ہونا قدرتی ہے اسی طرح غلامی کے بعد آزادی کا حصول بھی کچھ عجب نہیں علاوہ بریں موجودہ حالات کا ارد و بدل بھی قرینہ و تجربہ سے حاصل ہو چکے ہیں امید کے زمان مندکرہ صدر کا معتقد بنائے ہوئے ہے۔ **اگر قانون قدرت و انقلاب** زمانہ ہماری حمایت کرے اور موجودہ پابندیوں کو معدوم کر کے ہمیں حریت کی خوشگوار فضا میں سانس لینے کا موقع عنایت کرے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہ ہوگی اگر کوئی صاحب غلبۂ ذکاوت سے میرے ان خیالی باتوں کی تعبیر کے متعلق غالب علیہ الرحمۃ کا یہ شعر کہے

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

پڑھنے لگیں تو ان کا خیال بھی بجا ہے ہوگا اور انکی تردید اسوقت تک نا ممکن ہوگی جب تک کہ زمانہ [illegible]

بحکم جناب نواب سید محمد سلطان صاحب نائب بہادر [illegible] منصف پرگنہ شمس آباد مقام شمس آباد ضلع فرخ آباد

سمن بنابر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ ۲۳ — ۱۹۲۸ء

بعدالت [illegible] منصفی پرگنہ شمس آباد ضلع فرخ آباد [illegible] شمس آباد محلہ [illegible] ضلع فرخ آباد .... مدعی

بنام

[illegible]

[illegible] حاضر ہو [illegible] مقدمہ [illegible] منفصل ہوگا۔

[illegible]

دستخط حاکم [illegible]

[illegible]

اسکے خلاف کافی مواد فراہم نہ کر دے۔
میں تمام ہرزہ سرائی و خامہ فرسائی کا ماحصل
دنیا با امید قائم
یا
ہر کس بخیال خویش خبطے دارد
کے سوا کچھ اور نہیں ہو سکتا۔ چونکہ دونوں حالتیں
تشفی و طمانیت پر مبنی ہیں اور یہی میرا منشا
تحریر بھی ہے۔ اسلئے کیا عجب کہ اس [illegible]
میں ماہی بے آب بننے سے محفوظ رہوں۔
راقم شیر سنگھ شمیم از کورنی ضلع فرخ آباد

حاشیہ — واہ حضرت واہ بمصنوعی امید کو
زندگی کا سہارا بنانا آپ ہی کا کام ہے۔ ایسی
امید سے نہ دنیا حاصل ہوتی ہے نہ دین۔
قانون قدرت کی دو قسمیں ہیں ایک میں انسانی
ہاتھ نہیں دخل دے سکتا جیسے موسم کا تغیر دوسرے
قوانین خود انسان کے اختیار میں دیئے گئے ہیں۔
مفروضہ قوانین میں اصلاحی تغیر بھی انسان کی
مرضی پر موقوف ہے۔ امر خیر میں
توفیق الٰہی مددگار ہوتی ہے اور فتنہ و
فساد میں دور سے تماشا دیکھئے
ہندوستان جب سے فتنہ و فساد کا گھر
ہوا اس وقت سے یہی تماشا دیکھ رہا ہے
ایک وہ زمانہ تھا کہ تمام جائداد کا مالک ایک ہوتا
تھا اور مزے کرتے تھے سب۔ مگر یہ طرز حکومت دنیا
کو قبول نہیں ہوا [illegible] آنکھوں نہ بھایا تو
ہوا کے طرز پر سلطنت قومی کی بنیاد ڈالی گئی
مدتوں یوں زندگی بسر ہوئی کہ بادشاہ کا [illegible]
نور باعوام و خواص کے ہاتھ میں لیکن جب حضرت
شاہ نے چوتے ہی [illegible] کالا اور [illegible] میں ہو گئی
سوزش کو [illegible] بنا لیا آگے آیا۔ فکر ہوئی کہ
[illegible] جیسے ساز شکل ہو گئے [illegible]
ہزار سرائی و [illegible] ایک بھائی صاحب [illegible]
ہوئے [illegible]
چند روز کے بعد [illegible] کا بھی وہی حشر ہوا پھر
انھوں نے بھی عوام کے مقابلہ میں [illegible]

ہو کر بازو میں اور کسی نہ کسی طرح اپنا حصہ بٹا لے گئے۔
پھر وہ زمانہ آیا کہ بادشاہ صاحب اپنا [illegible]
اور رعایا میں سے کئی بڑے بڑے کیاد و مکار [illegible]
مالک کار بن بیٹھے یعنی ایک شیطان سے پیچھا چھوٹا
تو سو شیطان جان کو لپٹے۔ یہ طرز انتظام دنیا کو ضرر
پہونچانے میں پہلے طریق کار سے کم تو نہیں مگر اسکا بگڑنا
اور جلدی درست ہونا زیادہ مشکل ہو گیا یعنی کہ
بغیر ہزاروں مورچہ بندیوں کے اسمیں تغیر ممکن نہیں
یہ جمہوری نظم نہیں ہے یہ ہے وہی ترشی طرز حکومت
نیابت عامہ کی ملکی مجالس مل جانے سے کسیقدر [illegible]
ہو گیا ہے عوام کی نیابت کا ہنر اور صاحب سرمایہ



نقش سنگین اصلاحات بطرز قیانوسی
سرجان خموں بتیشہ بر سنگ [illegible]
بگفت باز تیشہ سنگ آمد و سخت آمد
۵

کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ انتخاب کے کل
مصارف وہی ادا کر سکتا ہے جسکی جیب بھری ہو جس نے
جسنے دوسروں کی محنت سے خوب فائدہ اٹھایا ہو
جسنے روپیہ سے گھر بھر لیا ہو۔ جسکے وسیع کارخانے
کھلے ہوں۔ جسکے قبضے میں ہزاروں ایکڑ زمین ہو
ایک وہ بیچارہ جسکی جیب خالی ہو گھر اللہ میاں کی
طرح کہیں نہ ہو مرنے کے واسطے بالشت بھر جگہ
نہ رکھتا ہو شام تک ایک وقت کی غذا کے دام
محنت مزدوری سے ملتے ہوں کب نائب ہو گا
اور کیوں اسے ووٹ دے گا۔ بہر حال قانون [illegible]
کی رو سے اب [illegible] نہیں پڑھتی [illegible]

کی سیر کر رہی ہے اس وقت تک سوراج کا خواب بھی
نامعقول ہے اسے مصنوعی امید سمجھئے۔ دیسی ملکی
جماعتوں کو اٹھا کے دیکھیے ایک طرف تو کمیشن پر [illegible]
کرتے ہیں کہ وہ یوں رعایا کی گاڑھی کمائی کا پیسا
ہوٹل والوں اور ہوٹل والیوں یا بازاروں پر صرف
کرتا ہے دوسری طرف انھیں خود مختار سرمایہ داروں
کے نام کے ساتھ "خداوند ملک سلطنت" کی [illegible]
محسوس کرتے ہیں وہ چھینکتے ہیں تو یہ اقدام کرتے
کہتے ہیں وہ ...... ڈکارتے ہیں تو یہ صحت کی
آواز بلند کرتے ہیں۔ ایک عربی شاعر سچ کہتا ہے

لو ضرط الموسر فی مجلس
قالوا له يرحمك الله
او عطس المفلس فی مجلس
سُبَّ وقالوا فيه ما فاه
فضرطة المفلس عرنينه
وعطسة الموسر [illegible]

ترجمہ سنگ کسیقدر ادب کے خلاف ہے۔ بس یہ
سمجھیے کہ شاعر نے غریب کی چھینک اور امیر کے
...... [illegible] کا مقابلہ کیا ہے۔ آپ کو [illegible]
[illegible] کیسے۔ [illegible]
[illegible] کیوں ہے ہم وہی مملکات کی وسعت
اور سرمایہ داری کے سامنے [illegible]
[illegible] یہ دونوں اور سوراج کا [illegible]
اے حضرت سائمن یا [illegible] کے خلاف [illegible]
جب ابھی سوراج [illegible] چند روز کا مجموعہ ہے [illegible]
[illegible] ان باتوں سے دل دکھتا ہے۔

اعلان

ہندوستانی اکیڈمی کو ایسے مترجموں کی ضرورت ہے جو علاوہ
اردو و ہندی زبان میں ترجمہ کر سکیں۔
مترجم اکیڈمی کے ملازم نہ ہونگے۔ جو لوگ سائنس اور
ادبی کتابوں کا ترجمہ کرنا چاہتے ہیں انکو نمونہ کے
ساتھ [illegible] تک درخواست دینا اور شرائط
طے کرنا چاہیے
جنرل سکریٹری ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد

دریں چہ شک

یہ حکایت تو بہت مشہور ہے کہ ایک صاحب نے بازار میں طوطی کو پنجرے کی رنگ میں ان فارسی و آثار دشمنی کو جنبش ہوئی خریدار سے پوچھا طوطی کتنے کو ہے کہا ہاں۔ دام پوچھے کہنے لگا سو اشرفی طوطی دریافت کی تو معلوم ہوا فارسی بولتی ہے۔ آپ خود باتیں کر لیجیے۔ خریدار صاحب نے پنجرا ہاتھ میں اٹھایا منہ کو کچی سے لگایا۔ ہونٹ اور دہنے کی شکل بنا کے پچکاری دی۔ بی طوطی تمھارا اصل سو اشرفی ہے۔ بی طوطی گردن جھکا دم پھیلا کے فرمانے لگیں "دریں چہ شک"۔ امتحان ختم ہوا۔ دام خریدار کی جیب میں گئے۔ بی طوطی جان نثار مالک کے گھر آئیں۔ فارسی بولنے کا جنون سر پر سوار تھا گفتگو ہونے۔

مالک: "طوطی چہ نام داری؟"

طوطی: "دریں چہ شک"

مالک: "خوب ست۔ چہ می خوری؟"

طوطی: "دریں چہ شک"

مالک: "خانہ ات کجا بود؟"

طوطی: "دریں چہ شک"

مالک: "دریں چہ شک۔ دریں چہ شک۔ بجز دریں چہ شک چیزے دیگر یاد نداری؟"

طوطی: "دریں چہ شک"

مالک: "وائے خانہ خراب۔ گم کردم کہ ترا گرفتم"

طوطی: "دریں چہ شک"

مگر حکایت مذکورہ سے جو نتائج نکلتے ہیں آپ ہی نکالیے۔ طوطی کی اصل زبان سے حساب دریافت نہیں۔ کوئی یا بانی ہے کہ نکال جانی ہو۔ یہ تکیہ کلام بھی الفاظ کے معنی نہیں جانتے۔ دیکھیے چونکہ فارسی جملہ ہے چڑیمار نے اس دعوے میں صادق ٹھیرایا کہ فارسی بولتی ہے۔ آنکھ بند کر کے سو اشرفیاں دے دینا اور طوطی کو ایک فارسی داں صاحب سمجھنا خریدار کی عقل کا قصور ہے۔ چڑیمار اور طوطی دونوں مجرم ہیں باتیں ہیں۔ آخری سوال کا جواب بالکل صحیح اور برمحل ہے۔ ایکسٹرا فہم انسان بھی یہی جواب دیتا۔ اس قسم کے انسانی طوطیوں اور طوطی نوازوں سے دنیا خالی نہیں۔ ہماری گورنمنٹ بھی ایک طوطی ہے زمانہ کے مختلف حصوں میں سے ایک لفظ کوئی سکھا دیتا ہے وہ یاد کر لیتی ہے۔ چنانچہ ایک زمانہ میں استاد نے ایک انگ سکھائی جو بات پوچھی گئی اسکا جواب ملا "روس آتا ہے"۔ جناب ہم خاک رہتے ہیں؟ جواب ملا "روس آتا ہے"۔ حضرت تعلیم کیلئے فکر کیجیے۔ جواب "روس آتا ہے"۔ فساد سے والا ہو لا گر روس آتا ہے انڈے والا ہو لا کر روس آتا ہے کوئی چھینکا تو روس آتا ہے۔ کوئی کھنکارا تو روس آتا ہے۔ کسی کے یہاں بچہ ہوا تو روس آتا ہے۔ اکبر خیر ہو تو روس کی دم میں ریچھ کا تھوتھن اور انگریزوں کی خام خیالی۔ آجکل انگلستان کا طوطی بالشویک بالشویک رٹتا ہے اور ہندوستان میں انگریزی طوطی ہندوستانیوں کا نفاق ہر شے کہتا ہے آپ جانیے اناس ملے دریں طوکم ہندوستان کے طوطی

دلواتے۔ نامی استادوں سے واقف ہیں کہ آج میں نہ بھی ایک انگ سیکھی ہے۔ سب اخباری کو ادا کی کیجیے ماننے لگا اگر ایک سیدھا سادہ شخص بھی تھا اسمیں ضرور موجود ہوگی۔ کسی سبب کے دروازے سے نکالا ہوا اور کہا تو سازش مسند کے آگے تھپکی ملی تو سازش۔ صاحب سلامت ہوئی تو سازش۔ بڑوں کے بچے ہوئے تو سازش۔ بکرے کی کھال ہوا تو سازش۔ شل ہوئی تو سازش۔ اسہال ہوا تو سازش۔ ہرکہی تو سازش۔ ناک کٹی تو سازش۔ پانجامہ پھٹا تو سازش۔ دھوتی پھری تو سازش۔ ہمیں دریں چہ شک والوں کا خیال ہے کہ جناب حکیم الملک نے بڑا بیان اپنے سود خاں بہادر تعلقدار کے مدینہ من مضافات مقبوضات فرنگ کے خلاف بھائی مولوی شوکت علی صاحب نے والی مین سے سازش کی انھیں خط لکھا کہ جناب معلے القاب ہیز ہائی نس سے مزید اور ہم تمہارے ساتھ ہیں ہماری کمیٹی تمہارے ساتھ ہے ہندوستان جس کا مسلمان تمہارا ساتھ دیگا۔ اس بحث پر بڑے بڑے آرٹیکل لکھے جاتے ہیں "دریں چہ شک۔ دریں چہ شک۔ دریں چہ شک"۔ کی صدا پنجرے سے بلند ہے۔ ہماری رائے ہے کہ حاجی صاحب ان طوطیوں سے اس قسم کے سوالات کریں کہ دریں چہ شک کا مطلب و مفہوم انکے مطلب و مفہوم کے بالکل مطابق ہو جائے۔ مثلاً طوطی جان۔ آیا من ہمراہ شوکت علی نیستم کہ جہاد ختم دیگر کردیم؟ جواب ملیگا دریں چہ شک۔ دیگر اذکر وارداں معروف رنج شدہ ہندوستان آمدم وعلانیہ زبان بجواہ وگفتم؟ جواب ملیگا "دریں چہ شک"۔ خوب حالا بگو ہر کہ علانیہ بجواہ وگفتہ دشمنی خواہد کرد اوبرائے جاہ حرمین شریفین تا ایک شخص باشد آن را بسازش معاملہ چہ کار؟ جواب ملیگا "دریں چہ شک"۔ پس خوب کہ بندہ تہمت سازش می وجہ گویی خوردہ۔ جواب ملیگا "دریں چہ شک"۔

اگرچہ مضمون نگار حاجی بابا کی ذات سے زیادہ اعتقاد نہیں رکھتے لیکن سازش کی ضرورت یا اسکے وجود سے انکار نہیں جا تو بابا کا ہم زبان ہے سچ سازش نیست ما مسلمانان عالم اسلامی [illegible]

نایاب اور بیش بہا تحفہ

جناب سید منظور حسین صاحب [illegible] ڈپٹی انسپکٹر تحریر فرماتے ہیں کیا [illegible] یہ اکسیر بہت عمدہ ثابت ہوئی ہے [illegible]

حکیم سید محمد نواب بیت الشفاء گیا (بہار)

پچاس روپیہ نقد انعام

عمل جب کہ فن کشتی [illegible] کے سوال پر تیار کیا ہے [illegible] انعام دیا جائیگا [illegible]

منیجر دی آل انڈیا اونل مسمرزم بالوس انڈسٹریل ورکس نمبر ۱۸ فیروزپور شہر

دیہاتنگ۔ دہلی میں گرنیم کہ ابن سعود وانند و زتجار بیروں کنید۔ یاماں بگو بنیاد در یں چہ خاک۔

والسلام۔

راقم

استاد ازل

قانونی مسئلہ

سنی سنائی گواہی

کیا فرماتے ہیں مسٹر جج بہادر ایڈوکیٹ جنرل اس قانونی مسئلہ میں کہ بالفعل اظہار عشق و محبت کا عشاق نے ایک نرالا ڈھنگ تجویز کیا ہے یعنی بیٹھے بیٹھے تار گھر میں ٹیلیفون کیا کہ رشتہ الفت کی طرح فلاں نمبر سے ہمارے آئی فشانع کا کنکشن کر دو۔ ادھر گھنٹی سے آواز آئی ادھر یاروں نے ریسیو ہاتھ میں پکڑا اور لگے وہیں سے گرمستیاں جتانے۔

"آپ کہاں ہیں؟ کدھرے بول رہے ہیں۔

"پیاری میں ہوں تمہارا عاشق جاں نثار کشتہ ہجر۔ واللہ برا حال ہے"

"لعنت خدا کی مردوے ہوش میں آ تو کون ہے؟"

"ہائے جان من کیسا نام کیسا نشان بس عاشق ہوں عاشق۔ یہی کافی ہے۔ اُف سہ

مرتا ہوں ترے ہجر میں اے یار خبر لے
موڑ لے سوری کے لیے اسپ خبر لے

"میں کسی بھلے کی شامتوں نے گھیرا ہے آ تو سہی سامنے"

"پیاری جانے دو غصہ نہ کرو غریبوں پر ظلم نا روا ہے۔ اے نہ ہوئیں سامنے ورنہ کھینچ کھینچ کے پیار کیا گلاب کی پنکھڑی سے ہونٹ سرخ ہو جاتے نیل دیکھ کے لوگ سمجھتے کہ ابھی تک ایشیائی زینت کی قسمت کا ستارہ ادج پر ہے۔ جب تو یہی اس لب نازک کے بوسے لیتی ہے۔ ہاں ہاں گالیاں عاشق جتنا کسی گالیاں نہیں کی تاب ہے نہیں بھرتہ تو تم سینہ بالکل۔ خارج دل بہت بوسہ چند بیامیز بدشنام سے خبر

دات کمبخت ریسیور ہو نکلا ہم سے لاکر دیجا اچھا ہو کر تمہارے دست نازک میں تو ہے۔

"او موئے بھارتی۔ خدائی خوار۔ حرامی۔ دشمن اماں بہنات سے ایسی باتیں کرتا۔ جا کے بہنا کا منہ چوم۔ خبردار جو اب کبھی ایسی حرکت کی۔"

"میری دلبر۔ اماں بھی تم پر نثار بہنا بھی تم پر صدقے۔ اب تو سب کچھ تم ہی ہو۔"

"ارے تجھے ہیضہ کھائے۔ بلاتی ہوں پولیس کو"

"جانی ایک دفعہ نہیں ہزار دفعہ بلاؤ۔ ہتھکڑیاں کس کر تھانے پر پکڑوا دو۔ مجرم ہوں اور عشق کا مجرم ہوں نہ ہے قسمت کہ تمہارے حکم سے پابہ زنجیر ہوں۔ رسوا ہوں تشہیر ہوں۔"

"سہ تو جا سؤر کے بچے بلاتی ہوں تو تیرے باپ دادے شہر ہوگا۔"

"آہ کیا دنیا گھروں میں ہے؟ تو ان سے کہہ دو تمہارا بنیا مرد کی دیوی (؟) مذہب میں چلا گیا۔ وہاں کا عاشق ہے۔ ارے اگر بھیا لینے تمہارے صاحبزادے اسکول سے آگئے ہوں تو ان سے بھی کہہ دو کہ تمہارے بڑے بھائی یعنی عاجز عاشق نے تمہیں بہت بہت پوچھا ہے"

اب بی صاحب انگاروں پر لوٹتی ہیں۔ شیروں سے تو مزے سے بناتی ہیں مونہہ پیٹتی ہیں مگر کیا بنا سکتی ہیں۔ بہ مشکل ہاتھ سے ٹیلیفون رکھا۔ محلے والوں کو جمع کیا پولیس میں رپورٹ کی تار گھر سے نمبر پوچھا شہر بھر میں تلاطم مچا دیا۔ خفیہ تو ہے خبر گوش سے چھوڑے کہ عاشق گستاخ کا پتا لگائیں۔ نتیجہ ندارد یا ئیں تو مل نہ سکا۔ خدا جانے کون تھا۔ دوسرے وقت پھر گھنٹی بجی تیشن وہیل ساوہ جھنکا کھا تا بغیر ٹیلیفون کے مشکل سے ختم ہوتا ہے خود نہ گئیں تو صاحبزادے کو بھیجا کہ دیکھو تو کون کیا کہتا ہے۔ فادر تمہارے (؟) کو پوچھے تو کہہ دینا ڈیوٹی پر ہیں۔ صاحبزادے گئے۔ آپ کون صاحب ہیں؟ اچھا؟ جی ہاں تشریف رکھتی ہیں۔ ٹھہر جائیے۔ واہ ہم کب ہیں مجھے آپ کی بات سننے کا شوق ہے۔ ۔۔۔۔۔۔ کیوں؟ وہ کوئی پرائیوٹ بات ہے جو میں نہیں سن سکتا۔ ۔۔۔۔۔۔ اچھا میں ان سے عرض کرتا ہوں۔

خالہ ابا انہیں فرصت نہیں۔ وہ صدہ تمہیں بلاتا ہے۔ تم جنت وہ کوئی عجیب آدمی ہے کہتا ہے میں تمہاری اماں کا عاشق ہوں۔ ون کا دماغ انہیں سے کھو گیا آہ کاش تمہاری عمر میں بھی تمہاری ماں کے پیٹ سے نکلا ہوتا بات خود ہی کہہ کے تمہاری ماں مجھے پیار کرتی۔ میں ان جملوں کے معنی نہیں سمجھتا

مردوا پنچ۔ واللہ غضب ہے ایک شریف بی بی فیشن ایبل آزاد اور تعلیم یافتہ سہی لیکن ہے تو شریف کمبخت اپنے دل میں کیا کہتی ہوگی مارے غصہ کے گھٹ گھٹ کے رہتی ہوگی۔ یہ صحیح ہے کہ آزاد خیالی تعلیمی بیباکی اور بے پردگی کی بدولت سیکڑوں عاشقوں کی تعداد سے شتیاقی ہے مگر یہ بیسویں ایک معمولی سی بات ہو رہی ہے مگر یہ جرم عنوان بالکل مختلف ہے۔ کہاں ایک مہذب موقع جہاں خوش رو ہم نوالہ ہم پیالہ دوست کا چھیڑ چھاڑ میں ہو اور دل کی آنکھوں میں آنسو بھرا لانا ہونٹ دانتوں سے دبانا سسکیاں بھرنا قدموں پر گرنے کا مرحوم ہا تھ جوڑنا اور کجا یہ صاف صاف تیغے جیں سے قاتل کا ہوش ربا انداز ہجرت کے تیرات دل کو موم کر دینے والی خصوصیت سچائی کے سروں میں ڈوبا ہوا لہجہ مخاطب کے برق حسن سے قسمیا یا ہوا شہرہ، فرہاں کا حقیقی فعال کچھ بھی ظاہر نہیں۔ کوئی آوارہ گرد بدمعاش ہے جو عقلی زناکاری میں مبتلا ہے۔ دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ خیر یہ جہنم سمجھ لیجئے کہ ڈھیروں نے انعام کے لالچ اور عقلی بات پر میں دالوں نے دوسرا نہ رشوت کی چاٹ سے کسی اصلی یا نقلی مجرم کو جا نس لیا اور مقدمہ کی کمل جھوٹی سچی گواہی کے ثبوت اور اس پہ بہر ڈکروں کے پیو ند سے لیس ہو کر مجرم کے متاع آرام پہ روز روز ڈاکہ سے پڑ گئی تو کیا مدعیہ کی گواہی جس سنی سنائی شہادت کے ازروئے قانون قابل وصفید طلب ہوگی؟ حالانکہ اس گواہی میں بجز آلہ سماعت کے اور کسی آلہ کو سرائی کے نام کے بارہی دخل نہیں۔

مدعیہ جو کچھ بیان کرے گی وہ سنی سنائی بات ہوگی کسی نے کچھ کہتے اسے کب دیکھا؟ آنکھوں نے خبر؟



مکالمہ و مخابرہ بہ نفس

بھائی ارون: جدید اصلاحات کے متعلق...... ہاں پھر میں بھی تو انگریز ہوں...... بیشک قومی فائدہ ملحوظ رہنا چاہیے۔

میاں ارون: پھر وہ تم کہو...... ہندوستانیوں کا کون...... میدہ تو خراب ہے...... شہد مرجائیگی...... زمانہ نزدیک ہے۔

کہ ایک وجہ نے زرافرانی واعظ نیلیون کے ساتھ
کیا ہے کچھ داستان شلہ وزوں کے چہرے کے سوا
نظر نہیں آتی پہلی جماعت کے گھوڑے پر سوار ہو جاتے
ہیں اور عکس جم بیٹھتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو خیر ورنہ
ہر کانوں کا کچا قانون جس کی مشابہت کے بعد
پہ لگا ہوں پر بھی اسی طرح چوٹ کیجئے گا جس طرح
کہ اصل مجرم پر بلکہ اصل مجرم کی تشخیص میں بڑی دقت
ہوگی۔ آپ کو واضح ہو کہ نیم حکیم خطرۂ جان
غلطی ہو جاتی ہے نئی قسم نہ تھا کا مزہ ہے جانتا
نہیں کہ انہیں تہمت کی ایسی مکلفہ سے پوری
موروثی چھوڑی ہے جو دکھنے والی باتیں مشتق
اور دوست کلکتہ کے رہ جاتی ہے۔ اسکے ساتھ ہی
اگر وہ موذی بچے مل جاتے ہیں تو خواہ مخواہ کی سستی
اور اپنی رسالت دکھاتا ہے تو جنت کے کانوں
کے پردے پھاڑ ڈالوں کہ آپ کے لطف سے
ابلا آپ بارک تک محروم ہو جائے۔

کان گنہگار ہیں

مسلّم آرا بیگم بنام ڈاکٹر شیخ حبیب اللہ

نمبر ۳

شیخ جی تمہارے عمر کے پاؤں میں بھی بلی بلی
نہ بھی ہوتی ہے مگر وہ کسی طرح خیلا نہیں بیٹھتا۔
میں عورت ذات ہو کے بات ٹال گئی اور وہ بھی
تھی کہ بھلی ہوگا نہ بہ بشر ہے بحث کی بیکار اور
فضول رقعوں تک شیخ جی کی عقل نہ پہونچی آگے
اسے میں کچھ نہ منہ سے پھوٹے کنکھنیاں بھرے
بیٹھے رہے کیا ڈاکٹری کی حمایت اور طب کی
عداوت کے مسئلے میں بھی چپ سادھ لیتے۔
زبان کو کو نہیں لے گئی۔ بول اٹھے تو بول اٹھے
مگر تم نے تو بیچارے کو ری سدھو لی والے کو
خط پر خط لکھنا شروع کر دیے۔ شاید تم اپنے دل میں
سمجھتے ہو گے کہ ملکی کونسل کی شکل بھی محمود آباد
کی کوئی صحبت ہے جہاں تمام مسخروں سے تمہاری

بات باور رہتی ہے۔ شیخ جی اگر میں کہوں تو غلط
ہے۔ محمود آباد کی ریاست علم کشی کی صنعت
میں بہت شہرت رکھتی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ جانتے کہ
طبیب کونسل میں بھی ہے اور سیاست میں بھی
مگر دونوں قسمتیں ایک ہی طرح کی نہیں جس ان
میں فرق ہے۔ کونسل میں قوم دونوں کی جانب
سے پہونچے جو مردم شناسی کی صنعت سے دور تر
کور رہے ہیں اور خدا سلامت رکھے حکومت کو ابھی
بہت دنوں کو رہتے رہیں گے کیا معنی کروڑوں کا بڑا
حصہ گنوار ہے جاہل ہے۔ دوسروں کے بس میں
ہے۔ اپنی رائے کا مالک نہیں وہ یہ بھی نہیں جانتا
کہ کونسل کس جانور کا نام ہے۔ مہذب ملکوں میں
کوئی ووٹ کے حق سے محروم رہے تو جان دینے پر
آمادہ ہو جاتا ہے یہاں ووٹ دینا لوگوں پر شاق
ہے [illegible] باندھے کا
[illegible]

> **اعلان تعطیل**
>
> حسب دستور قدیم ۳۰ جون کا اودھ پنچ
> بوجہ تعطیل عاشورہ محرم الحرام شائع نہ ہوگا
> ناظرین تقاضا نہ فرمائیں آئندہ پرچہ ۷ جولائی کو اپنے وقت پر نکلے گا فقط
>
> منیجر

[illegible] ہیں۔
ایسی حالت میں انھوں نے تمہیں انتخاب کیا تو
خیر ہو گئی غلطی۔ ان دو ساحتے بھی ہو سکتے ہیں
سمجھ ادب سے اسی دبا میں مبتلا ہو گیا تو ہو گیا کیا
کیجیے گا۔

آگیا ابھی وہ بھی پہ تو ہے

۲۳ جون کے ہمدم میں نبدی نے تمہارا تیسرا خط
پڑھا اللہ جانتا ہے پڑھ کے اتنی ہنسی آئی کہ زیر
ناف درد ہونے لگا۔ جہاں تک سر علم پال سنگ
کے شدھی اور سنگھٹن بازی کا بیان ہے وہ ہے
تمہاری اور ان کی آپس کی گفتگو۔ صاحب خود ہی
جواب دیں گے مگر تم نے یہ بات کیوں مان لی کہ قدرتی
علاج بہترین طریقہ علاج ہے شیخ جی صاحب
اور یہیں قدرتی طریقہ علاج نہیں ہے جب کیلئے
ویدوں اور حکیموں کا یہ قول نہیں ہیومیو پیتھی

بھی اسی کا رونا روتی ہے اور فلسفہ یونیٹی کے وہ
ڈاکٹر روٹی کرتی ہیں جنکی کتاب کے دیباچے میں ہی
رونا روتے ہیں اسی تیز دوا میں جن کی ایک بوند
کنوئیں میں ڈال دو تو سارا شہر زنانہ فیل ہو جائے
قدرتی طریقہ علاج سے وہ سلسلہ نہیں بلکہ یہیں طبیعت
کی مرضی کے خلاف نشتر چبھونا۔ دنیا قدرتی طریقہ
علاج سے کوئی لگاؤ نہیں رکھتا صحت کی طریقہ علاج
کی پہچان یہ ہے کہ جس طرح بیماری پیدا ہوتی ہے
اسی طرح طبیعت اسے نکال پھینکے دواؤں کا جوہر
نکال کے انگلے طبیب اور دوا استعمال کراتے تھے ہی
طرز کی نقل اب ہومیوپیتھی میں کی گئی مگر انگریزوں نے
یہ طریقہ مختصر اور [illegible] کے [illegible] جو اصل
دوا کے جو نشانہ نہیں [illegible] کہ دیسی [illegible]
کی ہیئت میں زیادہ جھڑبل ہونے پائے اور وہ اپنی
ہیئت سے زیادہ دور نہ ہو جائیں لیکن [illegible]
بیماری سے باہر نہیں جاتے اسوقت تک وہ لوگ
جو [illegible] بیماروں کو نہیں دیتے طبیب
نے ہمیشہ یہ دعویٰ کیا کہ طبیعت مہربان ہے اور
طبیب طبیعت کا خادم ہے ڈاکٹر اسکے برخلاف
طبیعت کا دشمن ہے وہ چیر پھاڑ کا خیال نہیں کرتا
نشتر چبھو دیتا ہے۔ ایسی زہریلی دوائیں کھلاتا
ہے جو بجلی کی طرح انسان کے جسم کو نہیں لگتی۔ ہمارا طبیب
احتیاط اور شاد پسند رہتا ہے وہاں ڈاکٹر کیمیائی
دوا کا [illegible] جھٹکا ہے وہ حقیقت
طبیبوں نے جو بڑی چہک دی تھی آج [illegible]
اسے چوس رہی ہے۔ شیخ جی یہ تمہاری
سمجھ کا پھیر ہے تم بیچارے کیا جانو کہ طب
نے کتنے چپٹے کھائے۔ اس بیچاری کو
طرف سے پردیسی حکومت سے جو
پھیر لیے کوئی مدرسہ نہ رہا کوئی
کتاب خانہ باقی نہیں کوئی شفاخانہ ہاتھ میں
نہیں تجربہ کی لکڑیاں نہ معاش کی راہ میں [illegible]
امیر امرا حکومت کے غلام ہیں [illegible] اسکا رخ پھرا ادھر
قطب نما کی سوئی کی طرح پھر گئے۔ اس بے تعلیمی
اور بے قدری کی حالت میں قدرتی طرز علاج کا [illegible]

دیکھے کہ یہ بیمار کیا باتوں سے اچھا ہو گئے ہیں۔ ولایت کے
خلاف کوئی بات نہیں کرتے کسی طرح سے یہ نہیں کہتے کہ
منہ پر کپڑا چڑھا کے دروازے بند کر کے چپ چاپ پڑے رہو
منہ سے بھاپ نہ نکلنے پائے خبردار کسی سے ملاقات نہ کرو
ہنسنا بولنا ملنا جلنا یکقلم موقوف۔ کوئی بیماری ہو دودھ پینا منع
غیر ضروری بلکہ قدرتی طریقہ علاج ہے؟ ہومیوپیتھی
والوں نے امریکہ میں اتنی ترقی کی ہے کہ وہاں کوئی ڈاکٹر ان کو
نہیں پوچھتا۔ ان میں کا ایک فرقہ صرف بارہ دواؤں
سے تمام بیماریوں کا علاج کرتا ہے دوا کی
مقدار اتنی خفیف ہوتی ہے کہ غذا پرہیز بھی
سمجھائی نہ دے۔ جیسے بچارے کا کہیں ...
بیمار خانوں میں کچھ دوا کا انتظام نہیں وہ
طبیعت کے موافق دے کہ مریض کو پہنچے
ہیں انھوں نے جو ہومیوپیتھی کی ... سائنٹفک
اصول پر سبقت بھی اور بارہ دواؤں کے
تجربات پر موقوف رہا کہ بیٹھے رہے ہیں تمہارے
نزدیک سائنٹفک اصول کے پیرو ہیں
اور یہ بیچارے طبیب اور وید جن کی کتابیں
کئی کئی سو برس کی حالت میں بھی گن کے دیکھو تو
ہومیوپیتھی کی کتابوں سے ہزار گنی زیادہ ہیں
سائنٹفک اصول سے لگاؤ نہیں رکھتے تم نے جو
غسل یا ہیپٹی کا ذکر کیا ہے یہ بھی آج طب کا
صدقہ ہے جسکے تم دشمن ہو ...
میاں لوئی کوہنی ... باکچھ فرق نہیں ...
جب سے کا طریقہ آج ایک ... جانتا ہے جسکو
حقنہ کی ضرورت حکیموں کی طرف سے پیش ہوئی ...
کے ... استعمال کی ایک ہی قسم تھی یہاں نظر آ رہی
بیمار ... اور ... جائے کتنی قسمیں آج تک
بن گئی ہیں۔ اور کتنی دوائیں اور کتنے نسخے موجود
ہیں۔ ایک سے نفع نہ ہو تو دوسرا نسخہ استعمال کر کے دیکھو
ہومیوپیتھک یا ایلوپیتھک ڈاکٹر جو دوائیں استعمال
کرواتے ہیں اگر تمہیں شیخ ... کی ... سے
دستیاب ہو تو ان کی فہرست ہاتھ میں ...
سے زیادہ تر دوائیں گروہوں ... صرف کرنے
اور صرف اپنا ... ہزاروں ... جانیں تجربہ

تعبت کرنے کے بعد بیس روپئی ہوں تو میں اپنا نام بدل
ڈالوں۔ اس طرح سے منطق آرا بیگم نہ کہنا۔
تمہارا یہ کہنا بالکل واقعہ کے خلاف ہے کہ ہیضہ
کی شکایت ڈاکٹر کے پاس لیجاؤ تو وہ کہے گا کہ دونے
کے درمیان پانی مت پیو .... اگر سچ مچ وہ یہی
کہتا ہے تو ہم میں اور تم میں کوئی فرق نہیں اسلیے
کہ بدہضمی کا ہمیشہ ایک ہی سبب نہیں ہوتا۔
پانی پینا اور نہ پینا غذا کی نوعیت پر منحصر ہے



طبیب۔ کاوس، ماننا، رموت حمیٰ۔ ... ہمارے ...
وید۔ ارتھاو ... ہے
... بولا ...
شیخ جی۔ غضب میں جان ہے
یہ کیوں کہا کہ ... الفت گرم تھا؟

انسان کی بنائی ہوئی غذاؤں کی اکثر قسمیں ایسی
ہیں جنکے ساتھ پانی ضرور پینا چاہیے۔ شکر جب
اگر سب غذاؤں کو ایک ہی لاٹھی ہانکتے ہیں تو یہ
قدرتی طریقہ علاج کا منشا تھا۔ قدرتی غذائیں
جنکے بنانے میں انسانی عقل اور کاریگری کو
دخل نہیں ان کا حال بھی مختلف ہے۔ شیخ جی
تم لال بجھکڑ سے بھی عقل میں کچھ بڑھے چڑھے
ہو۔ جنھوں نے مینڈک دیکھ کے کہا تھا یہ کا کس کا
... ڈرائیور ... وہ تو ... نہیں تو پھر ...
... ہے شیخ جی تم بھی کہتے ہو کہ سائنس والوں
نے جانوروں کو دیکھ کر ایسی بڑی بڑی ... کی باتیں

علوم کی ... جہاں کہیں بھی کسی بوٹی کو مفید طلب
پایا فوراً اسکو کام میں لانا فرض کر دیا۔ یہ کس کا
ذکر ہے؟ کون سائنس داں ہے؟ کیا اگلے زمانے میں
سائنس داں کوئی نہ تھا؟ یا انھوں نے قدرتی
زندگی کا مطالعہ حال کے ڈاکٹروں سے کچھ کم
کیا تھا؟
شیخ جی عقل کی ہدایت کا فیض ہمیشہ جاری
ہے یہ دوسری بات ہے کہ تم اپنی ذات میں تمام
قوتوں کو جو قدرتی ہیں انگریزوں کا
طفیل سمجھتے ہو۔ تمام دنیا عاقل اور
ذی شعور تمھی گی ... تجربہ جتنا پڑا؟
اور دوسروں کے عمل میں آیا ہوا ہو
اتنا ہی مضبوط ہوتا ہے۔ ایک طبیب
بیمار کا پیشاب بند ہونے پر جو سے کی
جنگلیوں کا لیپ ... کروا ...
ایسی ادنیٰ ادنیٰ چیزوں سے کام نکالنے
والے کی تعریف کرنی چاہیے بھلا خیال تو
کرو کیونکر اسکا ذہن جنگلیوں کی خاصیت
کی طرف منتقل ہوا؟ اسے ہم نے بھی سب
لکھنا تھا مگر کیا کروں کاغذ ... ختم ہو گیا
اچھا آئندہ دیکھا جائے گا۔
اچھا کیا جو آپ نے بند ... ہم تدبیر
بیٹھے رہے تو سمجھیے اور ہو گئے تو خیر

راقم
منطق آرا

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ بڑا ہی گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سربان ۔۔۔ بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھ

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہوچکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے

جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے بیے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگ کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں بلطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر نہ ہوں تو کیا ہے معمولی سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا و شاید ایک معمولی باجہ یا ستار ہی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کا ماحصل اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایہ ناز آسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

حصہ اول کی للعہ فی جلد۔ محصول ڈاک ہر حال ذمہ خریدار۔